بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

04-19: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:92-93)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کادرس جاری ہے اور آیت نمبر 92 پر رُکے تھے یہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، اللہ تعالی کاارشاد ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِــيْمًا ﴿٩٢﴾﴾ (النساء:92)

پچھلے درس میں قتل کے تعلق سے چند اہم باتیں کی تھیں اور یہ بیان کیا تھا کہ اگر جنگ کے میدان میں بھی کافر سے آپ قتال کرتے ہیں تو اُن کے لیے بھی خصوصی طور پر اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیمات دی ہیں اور اِن چند آیات میں بھی اللہ تعالی نے وہ چند اہم باتیں بیان کی ہیں جو پچھلے درس میں بیان کی ہیں کہ یہ نہیں فوراً قتل ہی کرنا ہے بس، نہیں! اُس کی خصوصی تعلیمات ہیں انسٹرکشنز (Instructions) ہیں اور اسی سیاق میں اب مومن کی بات ہو رہی ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا قتل کر دیتا ہے تو تب کیا ہے، اور اس کی دو صورتیں ہیں:

1-پہلی صورت یہ ہے کہ قتل خطاء ہے (غلطی سے قتل ہو گیا)، یہ مسلمان نہیں چاہتا مسلمان بھائی کا قتل کرنا لیکن غلطی سے ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور قتل ہو گیا ہے اسے کہتے ہیں قتل الخطأ۔

2-اور دوسری صورت ہے کہ جان بوجھ کر عمداً قتل کرنا۔

اور دونوں کے احکام اور مسائل میں فرق ہے تو آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس عظیم سورۃ میں ان مسائل کو کیسے بیان کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ﴾ یہ پہلا جملہ ہے: اور کسی مومن کے لیے یہ شایاں نہیں ہے کہ وہ دوسرے مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے۔

کوئی مومن کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کا قتل نہیں کر سکتا مگر غلطی سے، غلطی ہو سکتی ہے جان بوجھ کر مسلمان مسلمان کا قتل کبھی نہیں کرتا۔

اور لفظ ایمان کا ہے کیونکہ مومن کے ایمان کا تقاضہ یہی ہے کہ یہ ایمان اُسے مومن کے قتل سے روکتا ہے، اور جب مومن کسی مومن کا قتل کرتا ہے جان بوجھ کر اُس کی وعید اگلی آیت میں بیان کروں گا میں لیکن یہاں پر استثناء ہے: ﴿اِلَّا خَطَـًٔا﴾: کہ مومن سے صرف غلطی سے خطاء ہو سکتی ہے تب مومن کا قتل کر سکتا ہے۔

اور اگر ایسا ہو جائے کہ کسی مسلمان نے کسی مسلمان کا غلطی سے قتل کر دیا ہے اب اس کو کیا کرنا چاہیے اور شرعاً اُس پر کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے کہتے ہیں قتل الخطأ اور اکثر لوگ کہتے ہیں ایکسیڈنٹل ڈیتھ (Accidental Death) یا ایکسیڈنٹل مرڈر (Accidental Murder) جسے کہتے ہیں:

1- آپ گاڑی میں جا رہے ہیں اور بندہ آپ کے سامنے آگیا ہے غلطی سے اُس کا قتل ہو گیا ہے بندہ مر گیا ہے۔

2- جھگڑے میں آپ لڑ رہے ہیں آپ نے دھکا دیا ہے بندے کو بندہ گرا ہے سر پر چوٹ لگی ہے اور بندہ مر گیا ہے، آپ نہیں چاہتے تھے قتل کرنا نہ آپ کے پاس کوئی ایسا اوزار ہے آلہ ہے جس سے آپ نے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہو عام جھگڑے میں آپ نے دھکا دیا پاؤں پھسلا سر اُس کا زمین پر لگا ہے یا دیوار پر لگا ہے سر پھٹ گیا ہے اُس کا برین ہیمرج (Brain hemorrhage) ہو گیا اور بندہ مر گیا ہے خطاء میں ہو گیا ہے۔

3- ایک شبہ العمد ہوتا ہے جس میں آپ ایسی جگہ پر اُسے مارتے ہیں یا ایسے طریقے سے مارتے ہیں جس میں آپ مارنا نہیں چاہتے تھے لیکن قتل ہو جاتا ہے اُس کا، یا ایسے اوزار سے مارتے ہیں جس سے عمومی طور پر وہ بندہ قتل نہیں ہوتا۔

(اور قتل العمد جو ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر آپ گن فائر سے یا چھری سے یا کسی ایسے آلے سے یا ایسے طریقے سے یا جلانے سے کسی کو یعنی دھکا دینے سے گرانے سے یا کسی ایسے طریقے سے قتل کرنا جان بوجھ کر جس سے موت یقینی ہو جاتی ہے)۔

اب اگر قتل ہو گیا (خطاء) تو اس کا حکم: ﴿وَمَنۡ قَتَلَ مُؤۡمِنًا خَطَـًٔا﴾: اور جو کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے اُس کا کفارہ سنیں:

1- ﴿فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ﴾: اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مومن گردن آزاد کر دے۔

اور گردن آزاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایک غلام یا ایک لونڈی وہ اس نیت سے آزاد کر دے کہ وہ یہ کفارہ دے رہا ہے اس قتلِ خطاء کا جو اُس سے ہوا ہے۔

2- دوسرا: ﴿وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖٓ﴾: اور دیت جسے خون بہا کہتے ہیں تو خون بہا دے گا اُس کے وارثوں کو جو اُس کے ورثاء ہیں؛ ﴿مُّسَلَّمَةٌ﴾: اُن کے ہینڈ اوور (Handover) کرے گا دے دے گا حوالے کر دے گا۔

3- ﴿اِلَّاۤ اَنۡ يَّصَّدَّقُوۡا﴾: اِلَّا کہ وہ معاف کر دیں (اگر وہ معاف کر دیتے ہیں دیت نہیں لیتے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اور خون بہا جو ہے کتنا ہے؟ "دیۃ القتل" سو اونٹ یا اُن کی قیمت۔

تو سو اونٹ جو ہیں یہ دیت مقرر ہے شرعاً جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے اور دور جاہلیت میں اسی پر عمل ہوتا تھا اور اسلام میں اسے برقرار رکھا گیا ہے۔

عرب میں اسلام سے پہلے جب کوئی کسی کو قتل کرتا تو اُس کو خون بہا (دیت) جو ہے وہ دے دیتے اور وہ سو اونٹ مقرر ہوئی تھی تو کیونکہ یہ عادت موجود تھی عرب میں اس لیے اسلام نے جب وحی نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے اسے برقرار کر دیا ہے کہ سو اونٹ ہی دیت ہو گی۔

اور سو اونٹوں کی قیمت جو ہے وہ اوپر نیچے ہوتی رہتی ہے تو اگر قیمت دینی ہے اس کی خاص مقرر قیمت نہیں ہے کیونکہ زمانے کے ساتھ ساتھ اور جگہ کے ساتھ ساتھ اس میں فرق پڑ جاتا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ سو اونٹ ہی دینے ہیں۔

اب دور حاضر میں کہاں پر بندہ جائے گا سو اونٹ خریدے گا اور اسے کہاں پر کھڑا کرے گا! فلیٹ میں بندہ رہتا ہے تو سو اونٹوں کے لیے اسے الگ سے جگہ لینی پڑے گی اُن کی حفاظت کے لیے الگ سے بندہ مقرر کرنا پڑے گا، پھر اُنہیں ہینڈاوور (Handover) کرنے کے لیے حوالے کرنے کے لیے پھر پورے سو اونٹوں کی قطار ہو گی پھر اُس کے اپارٹمنٹ میں جا کر اُن کو دینا پڑے گا تو مشکل ہو جاتی ہے اس لیے دور حاضر میں جو آسان طریقہ ہے وہ اُن کی قیمت ہے کہ کتنی قیمت بنتی ہے وہ دینی پڑے گی۔

اس میں جو دیت ہے کون دے گا؟ "**العاقلة**": اس قاتل کے جو مرد وارث ہیں قریبی رشتے دار وہ دیں گے خود نہیں دے گا، عجب ہے! (قاتل کے جو وارث ہیں جس نے قتل کیا ہے خطاء سے غلطی سے اُس کے وارث)۔

اور دلیل میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں فقہ کے درس میں کہ دو عورتوں میں جھگڑا ہوا ایک عورت پریگننٹ (Pregnant) تھی تو اُس عورت نے دوسری عورت کو مارا اُس کا بچہ گر گیا یعنی ابارشن (Abortion) ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس عورت نے اس کو مارا ہے جس کی وجہ سے یہ بچہ یعنی ضائع ہوا ہے ابارشن (Abortion) ہوا ہے بچہ مر گیا تو اس کی عاقلہ پر دیت مقرر کر دی کیونکہ خطاء ہوئی۔ جھگڑا دو عورتوں میں ہوا اور شاید اُس عورت کو لات یا مکا لگا عورت گر گئی اور اُس کا بچہ ضائع ہو گیا وہ بچہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اُس میں فیصلہ کیا ہے ایک تو الغرۃ کہتے ہیں چھوٹی لونڈی جو ہے اُسے آزاد کرنا کیونکہ چھوٹا بچہ تھا اور جو دیت تھی وہ اس قاتل عورت پر نہیں تھی اُس کا جو قبیلہ جو ہے اُس کے قریبی رشتے دار عاقلہ جنہیں کہتے ہیں اُن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر کی، اور یہ متفق علیہ حدیث ہے۔

تو اس لیے علماء یہ کہتے ہیں اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ قتل خطاء میں جو دیت ہے وہ قاتل پر نہیں ہے وہ اُس کے قریبی ورثاء جو ہیں مرد جو ہیں وہ اکٹھی کریں گے۔

اور پھر اس میں یہ بھی تفصیل ہے کہ کتنے اونٹ جو ہیں وہ دیت میں جو دیتے ہیں تقریباً پانچ اُس کی قسمیں ہیں اُس کی ایج (Age) کے مطابق:

(۱) ایک سال کے نر بیں (۲) پھر ایک سال کی عمر کے ماڈہ بیں (۳) پھر دو سال کی عمر کے جو ہیں نا وہ ماڈہ بیں (۴) تین سال کی عمر کے بیں (۵) اور چار سال کی عمر کے بیں۔

اُخماس اسے کہتے ہیں (پانچ حصوں میں)، بعض احادیث میں آیا ہے کہ اس طریقے سے ہو گا۔

تو عاقلہ جو ہے اُس کے قریبی مرد رشتے دار جو وارث ہیں قریبی وہ دیتے ہیں اور جیسا کہ سیدنا عمر کے زمانے ہوا کہ تین سال کی اُسے مہلت دی جاتی ہے کہ تین سال کے اندر اس کو جو ہے ناپورا کرنا ہے اور پھر لوگ جو ہیں وہ جمع کرتے ہیں اپنی کمائی سے یا کسی سے لے کر بھی وہ اپنا یعنی پورا قبیلہ جو ہے جو اُس کے قریبی رشتے دار ہیں۔

میں نے دیکھا ہے یہاں پر کافی لوگ جو ہیں جب ایسا ہوتا ہے تو اُن کے پاس عدالت سے اُن کا ایک ڈاکیومنٹ (Document) سَک ہوتا ہے کہ فلاں کا قتل ثابت ہو گیا ہے اب اس کے جو عاقلہ ہیں جو قریبی رشتے دار ہیں اُن پر اتنی دیت مقرر ہے اور پھر اُن کے پاس ہوتا ہے وہ دکھاتے ہیں کچھ لوگ مدد بھی کرتے ہیں (اُن کی مدد بھی کر دیتے ہیں کچھ لوگ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾: پہلی صورت میں یہ ہے کہ مسلمان نے کسی مسلمان کا قتل کیا ہے اُس کے جو وارث ہیں وہ بھی مسلمان ہیں (کس کے وارث؟ مقتول کے وارث مسلمان ہیں) دوسری صورت یہ ہے کہ مقتول کے وارث کافر ہیں۔ مقتول جو ہے جسے قتل کیا ہے وہ خود مسلمان ہے اُس کے وارث کافر ہیں اب ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ﴾: اگر وہ ایسی قوم میں سے ہو جسے قتل کیا گیا ہے کہ وہ تمہارے دشمن ہوں (یہ قوم جو ہے) ﴿وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾: اور یہ شخص جسے قتل کیا گیا ہے خود مومن ہو ﴿فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾: تو ایک گردن آزاد کرنی ہے (مومن کی گردن آزاد کرنی ہے)۔ اس میں دیت نہیں ہے۔

کافروں کو کیا دیت ملے گی کیونکہ کافر مومنوں کے وارث ہوتے ہیں؟ نہیں ہوتے نا تو ورثاء کو ملے گا۔

وہ بندہ تو مر گیا ہے اب یہ دیت کسے ملے گی؟ وارثوں کو ملے گی نا اور وارث ہیں کافر تو یہاں پر دیت نہیں ہے کیونکہ کافر ہیں۔

دشمن سے مراد کون سے کافر؟ یہاں کون سے کافر مراد ہیں؟ حربی کافر جو ہیں جو دشمن ہیں اس لیے دشمن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

آگے دیکھیں اگلا آپشن (Option):

﴿وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ﴾: اور اگر ایسی قوم میں سے ہو تمہارے اور اُن کے درمیان معاہدہ ہے۔

﴿فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾: تو اس میں دیت ہے جو اُس کے گھر والوں کو دی جائے گی اور حوالے کر دی جائے گی اور ایک مومن گردن بھی آزاد کرنی ہے۔

تو تیسری صورت میں اگر جسے قتل کیا گیا ہے وہ خود مومن ہے اُس کے جو ورثاء ہیں وہ کافر ہیں لیکن مسلمانوں کے ساتھ عہد و پیمان ہے یا پھر ذمی ہے یا مستامن یا معاہد ہے۔

کافر کی دو قسمیں ہیں:

1- ایک ہے محارب جو جنگ پر اُترا ہوا ہے۔

2- دوسرا ہے غیر محارب، غیر محارب کی تین قسمیں ہیں، یا ذمی ہے، یا معاہد، یا مستامن ہے۔

ذمی وہ کافر ہے کہ جب مسلمان کسی کافر ملک پر حملہ کرتے ہیں جہاد کرتے ہیں اور اُس کو فتح کر لیتے ہیں جو کافر اُس ملک میں رہنا چاہتا ہے اپنے کفر پر تو وہ جزیہ دیتے ہیں خلیفہ یا حاکم وقت کو جو بادشاہ ہوتا ہے اُسے جزیہ دیتے ہیں اور اپنی پروٹیکشن (Protection) اُس کے عوض میں لے لیتے ہیں کیونکہ وہاں پر رہنا چاہتے ہیں اپنے کفر پر رہنا چاہتے ہیں ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (دین میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے) (البقرة:256)۔ کوئی اپنے کفر پر رہنا چاہے تو رہے لیکن اُسے اپنا سر خم کر کے اپنے کفر کی ذلت اور رسوائی میں اگر رہنا چاہے تو رہے لیکن جزیہ اُسے دینا پڑے گا تو جزیہ دے گا، خاص اماؤنٹ (Amount) ہوتی ہے جو حاکم مقرر کرتا ہے وہ اُسے دینا پڑے، گی یہ ذمی ہے۔

معاہد یہ وہ کافر ہیں جو کسی مسلمان ملک کے ساتھ معاہدہ کرتے ہیں جیسا کہ یہاں پر لوگ آتے ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ مختلف لوگ یہاں پر کرسچنز (Christians) بھی ہیں یہاں پر ہندو بھی ہیں جو آکر یہاں پر کام کرتے ہیں ان کے ذمے ایک معاہدہ ہوتا ہے، ایمبیسیز (Embassies) کے ذریعے ان کے تھرو (Through) ایک معاہدہ ہوتا ہے کانٹریکٹ ہوتا ہے اس کے مطابق یہ لوگ یہاں پر آتے ہیں انہیں کہتے ہیں معاہد۔

تیسری قسم کے مستامن کہ کوئی مسلمان (گورنمنٹ کے ادارے یا ایمبیسیز (Embassies) سے ہٹ کر) کسی کافر کو پروٹیکشن (Protection) دے دے اور کہے کہ میں نے اسے امان دی ہے؛ مستامن امان سے ہے کہ میری امان میں یہ بندہ آیا ہے۔

اب تو ایمبیسی (Embassy) کے ذریعے ہے، یہ ہو نہیں سکتا ویسے میں کہہ رہا ہوں اُس زمانے میں جب ایمبیسی (Embassy) کا یہ چکر نہیں تھا تو اُس وقت کوئی انفرادی طور پر بھی کسی سے معاہدہ کر سکتا تھا تجارتی معاہدہ بھی ہوتا تھا یا ایسا معاہدہ بھی کہ میں نے امان دے دی ہے فلاں کافر کو تو وہ مسلمان کی پروٹیکشن (Protection) میں آجاتا ہے اب اسے مستامن کہتے ہیں اب اسے قتل کرنا جائز نہیں ہے یہ محارب نہیں ہے یہ جنگجو یہ جنگ پر اُترا ہوا کافر نہیں ہے (آئی ہے بات سمجھ کہ نہیں آئی؟)۔

تو کافر کی دو قسمیں ہیں، ایک محارب ہے جو جنگ پر اُترا ہوا ہے دوسرا وہ جو جنگ پر نہیں اُترا، جو جنگ پر نہیں اُترا وہ تین قسم کے ہیں: ذمی ہے، معاہد ہے، مستامن ہے۔

اب اگر جنگ پر اُترا ہوا کافر ہے جو پہلی قسم ہے اور کوئی اسے قتل کر دیتا ہے خطاءً لیکن ہے مومن وہ کیونکہ کافر کو قتل کرنا تو کافر کا قتال میدان جنگ میں کر دینا تو جنگ پر اُترا ہے جو اُس پر کچھ بھی نہیں ہے جان بوجھ کر قتل کیا ہے یا خطاء سے قتل ہوا ہے تو اس کا خون ہدر ہے ضائع ہے، لیکن اگر وہ مسلمان ہے (کیونکہ بات کیا ہوئی ہے؟ کہ مسلمان مسلمان کا قتل کرتا ہے اگر خطاء سے ہوتا ہے غلطی سے جان بوجھ کر کوئی مسلمان کسی کو قتل نہیں کرتا) اور اس کے باقی جو ورثاء ہیں سارے وہ کون سے کافر ہیں؟ حربی کافر ہیں جو جنگ پر اُترے ہیں اب ایسی صورت میں کیونکہ یہ مسلمان ہے اس کے لیے ایک گردن آزاد کرنی ہے۔

ایک مسلمان کے عوض میں ایک مسلمان کو آزاد کر دیا ہے (سبحان اللہ) اس لیے ایک گردن آزاد کی جاتی ہے وہ بندہ غلطی مر گیا ہے اب جو دیت ہے اُس کے ورثاء کو نہیں دی جائے گی کیوں؟ کیونکہ حربی کافر ہے یہ پیسہ ان کے پاس جائے گا وہ اُن پیسوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں استعمال کریں گے تو کیا حکمت ہے دینے کی کوئی تک بنتی ہے؟! اس لیے منع کر دیا ہے کہ ملے گا نہیں۔

دوسری قسم کے جو غیر حربی ہیں جو جنگ پر نہیں اُترے ہوئے کافر یہ جو تین قسم کے ہیں ذمی ہیں مستامن ہیں یا معاہد ہیں ان میں سے کسی کا کسی نے غلطی قتل کر دیا ہے لیکن ہے مسلمان اس کے باقی جو اہل خانہ ہیں وہ ذمی ہیں کیونکہ جسے قتل کیا وہ مسلمان ہے اُس کے اہل خانہ یا ذمی ہیں یا مستامن ہیں یا معاہد ہیں اب کیا حکم ہے؟اب یہاں پر گردن بھی آزاد ہوگی اور دیت بھی ہوگی پہلی صورت کی طرح۔ نہیں سمجھ آئی؟

اگر کوئی شخص ذمی ہے اُس نے کلمہ پڑھ لیا ہے(ذمی کافر ہے کلمہ پڑھ لیا ہے) باقی گھر والے سارے ذمی ہیں جس نے کلمہ پڑھا ہے کسی مسلمان نے اس کا قتل کر دیا غلطی ہو گئی(خطاء سے غلطی سے قتل ہو گیا ہے) اب یہ جو مقتول ہے ذمی تھا پہلے اب مسلمان ہے اب اس کا کیا حکم ہے قاتل پر؟ مومن گردن آزاد کرے گا اور دیت بھی دے گا کس کو؟اہل ذمہ جو اُس کے قریبی رشتے دار ہیں اس کے وارث جو ہیں۔

(جبکہ وہ مسلمان ہے اُس کے وارث وہ نہیں ہیں لیکن کیونکہ ذمی ہے اب اس کا جو خون بہا ہے اس کے فیملی والوں کو دے دیا جائے گا کیونکہ وہ جنگ پر اُترے نہیں ہیں یہ مسلمانوں کے خلاف مال استعمال نہیں ہو سکتا اُن کا ایک نقصان ہو گیا ہے اہل ذمہ میں سے ہیں اور اس ملک سے معاہدہ ہو چکا ہے قتل کرنا جائز نہیں تھا غلطی سے قتل ہو گیا ہے اس لیے خون بہا بھی دینا پڑے گا دیت جو ہے اور گردن بھی آزاد کرنی پڑے گی۔

﴿فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ﴾: جو گردن نہ پائے آزاد کرنے کے لیے۔

﴿فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ﴾: تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے مسلسل۔لگاتار دو مہینے روزے رکھے:﴿مُتَتَابِعَيۡنِ﴾: دو مہینے ہیں 60دن نہیں ہیں اور دونوں میں فرق ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ 60دن روزے رکھے غلط ہے! کیا فرق ہے دونوں میں؟ کیونکہ عربی مہینوں میں 29کا بھی ہو سکتا ہے 30کا بھی ہو سکتا ہے تو60 تو آپ نے مقرر کر دیا نا جبکہ اللہ تعالی نے تخفیف کی ہے۔اس میں تخفیف ہے کہ نہیں؟ کیونکہ دو مہینے جو ہیں اس میں سے ایک 30کا بھی ہو سکتا ہے اور دونوں 30کے بھی ہو سکتے ہیں تو دو دن میں یا ایک دن میں کمی تو ہو سکتی ہے لیکن جب 60 ہم کہہ دیتے ہیں تو ہم خود مقرر کر دیتے ہیں کہ 60 ہے اور دونوں میں فرق ہے۔تو دو مہینے لگاتار روزے رکھنے ہیں رکھے:

﴿مُتَتَابِعَيۡنِ﴾: یہ اُس کے لیے ہے جس کے پاس گردن نہیں ہے آزاد کرنے کے لیے جیسا کہ آج کل گردن کہاں ہے؟!

جہاد ہوتا ہے پھر غلبہ ہوتا ہے مسلمانوں کا کافروں پر پھر جا کر مال غنیمت کے ساتھ یہ جو ہے تقسیم ہوتا ہے، جو حاکم وقت ہوتا ہے وہ تقسیم کرتا ہے مال غنیمت کے ساتھ ان غلاموں کو یا لونڈیوں کو اب گردن جب آزاد کرنے کو نہیں ہو تو جان نہیں چھوٹتی۔

قتل خطاء میں کیا ہوتا ہے؟دو مہینے لگاتار روزے رکھنے ہیں، لگاتار فرمایا ہے بغیر عذر شرعی کے کسی نے روزہ نہیں رکھا ہے وہ شروع سے پھر دو مہینے روزے رکھے گا۔

اگر عذر شرعی ہے تو اس کی معافی ہے وہ مکمل روزے اسی ترتیب سے اسی تعداد سے کر سکتا ہے جیسے اُس نے پہلے رکھے تھے، مثال کے طور پر:

1-عورت ہے حیض کا خون جاری ہو گیا روزے رکھے گی؟ نہیں! سات دن، آٹھ دن، دس دن، جتنے دن بھی اُس کے مینسز (Menses) رہیں گے وہ روزے نہیں رکھے گی اُس کے بعد جب پاک ہو جائے گی پھر روزے شروع سے نہیں رکھے گی بلکہ جہاں پر رُکی تھی اُس کی مزید تعداد وہاں سے شروع کرے گی۔

2-اگر کوئی سفر پر چلا جاتا ہے مسافر پر روزہ فرض ہے؟

3-کوئی بیمار ہو جاتا ہے بیمار پر روزہ فرض ہے؟ نہیں ہے۔

تو اس اعتبار سے مسلسل دو مہینے روزے جو نہیں رکھ سکے عذر شرعی کے ساتھ بشرطیکہ عذر شرعی ہو تو عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا وہ بعد میں اسے مکمل کر سکتا ہے۔

﴿تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾: اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لیے ایک دروازہ بنایا ہے جب آپ کفارہ دے دیتے ہیں قتل خطاء کا تو آپ کی توبہ قبول ہو جاتی ہے)۔ایک تو انسان دل سے توبہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں نے توبہ کی ہے خطاء ہو گئی ہے توبہ تو کر لی ہے لیکن جس کا نقصان ہوا ہے اُس کو پورا کون کرے گا؟ تو اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے یہ کفارہ ہے گردن آزاد کرنا یا دو مہینے روزے رکھنا جو ہے۔

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٩٢﴾﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

خوب جانتا ہے کہ مومن نے مومن کا خطاء کیسے قتل کیا ہے، مقتول کا قتل ہو گیا ہے یہ دیت دے سکتا ہے کہ نہیں دے سکتا ہے اس کے لیے کتنا مشکل ہے، اس کے عاقلہ جو ہیں وہ کیا کریں گے دیتے ہیں نہیں دیتے خوب جانتا ہے۔

اور بڑی حکمت والا ہے کہ شریعت میں اللہ تعالیٰ نے جو مقدر میں لکھا ہے جو کچھ بھی ہوا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ ہے وہ احکم الحاکمین ہے اُس کی حکمت ہے اُسی کا دین ہے اُسی کی شریعت ہے اور یہ تمام چیزیں جو ہیں اللہ تعالیٰ کے علم سے خارج نہیں ہیں، وہ علیم ہے خوب علم والا ہے اور خوب جانتا ہے انسان کے حالات کو اور انسان کے ان اعمال کو کہ جب اُس نے قتل کیا کس اعتبار سے کیسے قتل کیا ہے کیسے خطاء تھی اور کس طریقے سے پھر اُس پر جو ہے یہ کفارات ہیں اور کس طریقے سے اُس نے اس پر عمل کیا ہے تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ (النساء:93)

دوسری صورت جو ہے قتل کی جان بوجھ کر قتل کرنا اور سخت وعید ہے اب دیکھیں کہ یہ وعید ایک جگہ پر کیسے اکٹھی ہو گئی ہے:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾: اور جو کوئی کسی مسلمان کا مومن کا قتل کرتا ہے: ﴿مُّتَعَمِّدًا﴾: دانستہ طور پر، قصداً، جان بوجھ کر۔

﴿فَجَزَآؤُهٗ﴾: تو اُس کی جزاء اُس کی سزا یہ ہے:

ذرا گنیں آپ یہ پانچ سخت وعید کے الفاظ ہیں:

1-﴿جَهَنَّمُ﴾: جہنم ہے (اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عذاب اور سب سے بڑی سزا اس سے بڑھ کر کوئی سزا نہیں اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں! نعوذ باللہ)۔

2-﴿خٰلِدًا فِيْهَا﴾: ﴿خٰلِدًا﴾ سے مراد لمبے عرصے تک گویا کہ وہ ہمیشہ رہا ہو کیونکہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے اور قتل کبیرہ گناہ ہے (جان بوجھ کر قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے اور کبائر میں سے ہے)۔

توجب کوئی دانستہ طور پر کسی کا جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو ایسا شخص جو ہے وہ کافر نہیں ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ قاتل کافر ہے یہ خوارج میں سے ہیں یہ خوارج کا منہج ہے خوارج کا مذہب اور عقیدہ ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب جیسا کہ قاتل وغیرہ ہیں یہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں کافر ہیں، اور اسی آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور باقی آیات بھی اسی طریقے سے بیان کرتے ہیں اور وعید کی تمام آیات کو سامنے رکھتے ہیں اور جو وعد کی آیات ہیں جن میں خوشخبری ہے اور جن میں نافرمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت اور بھلائی کا وعدہ کیا ہے اُن کو نظرانداز کر دیتے ہیں (نعوذ باللہ)۔

تو﴿جَهَنَّمُ﴾ نمبر ایک، اور ﴿خٰلِدًا فِيْهَا﴾: بہت لمبے عرصے تک۔

3-﴿وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾: اور اللہ تعالیٰ کا غضب ہو گا اُس کے اوپر۔

4-﴿وَلَعَنَهٗ﴾: اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گی۔

5-﴿وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝﴾: اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔

﴿جَهَنَّمُ﴾، ﴿خٰلِدًا فِيْهَا﴾، ﴿وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾، ﴿وَلَعَنَهٗ﴾، ﴿وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾: عذاب عظیم ہے!

میرے بھائیو! کسی مسلمان کے خون کی قدر و قیمت آپ جاننا چاہتے ہیں تو یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جب آپ کلمہ پڑھ لیتے ہیں آپ مسلمان ہیں تو پھر آپ عام بندے نہیں ہیں شرعاً آپ کی قدر و قیمت ہے، شاید آپ نہیں جانتے اپنے آپ کو لیکن آپ کا ربّ آپ کو اچھی طرح جانتا ہے اور اس قیمت کو آپ کا ربّ ہی اچھی طرح جانتا ہے آپ کی حیثیت کو آپ کا ربّ جانتا ہے۔

تو کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی دوسرے مسلمان کا دانستہ طور پر جان بوجھ کر قتل کرے اور عجب ہے کہ اُن لوگوں پر جو جان بوجھ کر صرف قتل نہیں کرتے بلکہ قتل و غارت کرتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں اور وہ بھی دین کے نام پر جہاد کے نام پر! (نعوذ باللہ)۔

پچھلے درس میں میں نے بیان کیا تھا کہ مساجد میں جو خودکش حملے ہوئے ہیں جو دھماکے ہوئے ہیں آپ ذرا سوچ سکتے ہیں کہ کتنا بڑا جرم ہے اور اس آیت کے تناظر میں آپ اپنے آپ کو دیکھ لیں جو یہ کروا رہے ہیں یا جو کچھ یہ کر رہے ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟! جو اپنے سینے سے یہ بارود اور بم باندھ کر جاتا ہے مسجد میں داخل ہوتا ہے قتل کرنے کے لیے یہ جان بوجھ کر ہے کہ نہیں یا یہ بھی خطاء ہے غلطی ہے؟! جان بوجھ کر ہے چل کر گیا ہے اور نمازیوں کے ساتھ کھڑا ہے تکبیر تحریمہ بھی پڑھی ہے ساتھ کھڑے ہو کر اور داخل ہو کر اُس نے یہ دھماکہ کیا ہے تو جو یہ مرے ہیں سارے یہ کون ہیں؟ سب مسلمان ہیں نماز پڑھنے والے ہیں۔ اس شخص کے نزدیک جو یہ مرے ہیں کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہیں کافر؛ کیوں؟ کیونکہ حکمران کافر ہے اور کافر کے کفر کو کافر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے کافر پر خاموش ہونے والا بھی کافر ہے تو اس لیے یہ بھی کافر ہیں!

یاد رکھیں متفق علیہ حدیث میں ایک بڑا قصہ ہے اُس قصے کے تناظر میں اس آیت کے تناظر میں دیکھیں کہ جو لوگ مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں جان بوجھ کر اور خصوصی طور پر جو خودکش حملہ آور ہیں، یہ الگ بات ہے کہ خودکشی کی کتنی سخت سزا اور وعید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ سے بھی انکار کیا ہے اور منع بھی کیا ہے اس لیے نہیں کہ وہ کافر ہے بلکہ اس لیے کہ اُس نے اپنی جان لی ہے جو اُس کا حق نہیں تھا۔

یہ جان ہماری ہے لیکن اس پر لینے کا نہ لینے کا رکھنے کا نہ رکھنے کا ہمارے بس کی بات نہیں ہے نہ ہی ہمارے ذمہ ہے وہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ کب خاتمہ ہوتا ہے کب نہیں ہوتا ہے بلکہ: "وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا": تمہارے نفس کا بھی تمہارے اوپر حق واجب ہے۔ جیسے بیوی بچوں کے حقوق ہیں والدین کے حقوق ہیں اسی طریقے سے آپ کے نفس پر بھی آپ کا حق ہے کہ آپ نے اپنے نفس کی حفاظت کرنی ہے تو جان لینے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا! (نعوذ باللہ) کیونکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس میں اس میں خالد کا ذکر ہے ﴿خٰلِدًا فِيْهَا﴾: تو جو کسی لوہے سے اپنے آپ کو قتل کرتا ہے یا کسی اوزار سے تو وہ جہنم میں ہمیشہ اپنے آپ کو اس طریقے سے اذیت دیتا رہے گا مارتا رہے گا (نعوذ باللہ)۔ تو سخت وعید ہے خودکشی کی یہ الگ بات ہے دوسرا جو اُس نے جرم کیا ہے جو قتل عام کیا ہے تو ایک بندے کی بات نہیں ہے ﴿يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا﴾: ایک مومن کی جان لینے کی یہ سزا ہے دس کی کتنی ہوگی اور سو کی کتنی ہوگی جبکہ وہ جانتا بھی نہیں ہے کہ قتل کس کو کر رہا ہے!

اور نمازیوں کو جو نماز پڑھنے آئے ہیں اللہ تعالیٰ کے گھر میں تو گھر کی حرمت کو پامال کرنے کی الگ سزا ہے مسلمانوں کو قتل کرنے کی الگ سزا ہے اور خودکشی کی الگ سزا ہے! (نعوذ باللہ)۔

متفق علیہ حدیث میں ذرا اس قصے کو اس تناظر میں دیکھیں پھر یہ لوگ دیکھیں اپنا محاسبہ کریں کہ یہ لوگ کہاں پر ہیں، صحیح بخاری میں آیا ہے کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ جنگ میں تھے اور ایک مشرک کافر جو بڑا طاقتور تھا اُس نے کئی صحابہ کو قتل کیا شہید کیا اُس جنگ میں تو سیدنا اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ میرا جب اُس کے ساتھ سامنا ہوا میں نے زور سے تلوار ماری اُس کی تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی تو اُس نے کہا "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ"، ایک روایت میں آیا ہے کہ "فَقَالَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" (اُس نے کہا لا الہ الا اللہ)؛ کیا کیا اُس نے؟ کلمہ پڑھ لیا۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ تلوار کے ڈر سے کلمہ پڑھا ہے تو اُسے قتل کر دیا، خبر پہنچی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا اسامہ کو بلاتے ہیں کہتے ہیں اے اسامہ! تو نے کیا کیا؟ فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اُس نے تلوار کے ڈر سے کلمہ پڑھا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "اے اسامہ! تو کیا کرے گا جب لا الہ الا اللہ تمہارے اوپر حجت قائم کرے گا"، سیدنا اسامہ ڈرے پھر عذر پیش کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس بندے نے فلاں فلاں کو قتل کیا ہے (کہ ہو سکتا ہے ذرا نرمی آجائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرا غصہ آجائے کہ صحابہ کو اُس نے قتل کیا ہے تو تھوڑا سا نظر ثانی کریں) اور بڑا سخت قسم کا یہ شخص ہے اور اس نے بڑا نقصان پہنچایا ہے؛ الفاظ دیکھیں ذرا! "اے اسامہ! کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا ہے کہ اس کے دل میں کلمہ نہیں پہنچا ہے اور تلوار کے ڈر سے کلمہ پڑھا ہے"؛ تو سیدنا اسامہ خاموش ہو گئے بڑے پریشان ہو گئے! ایک روایت میں آیا ہے سیدنا اسامہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس دن یہ تمنا کی کہ کاش میں آج مسلمان ہوتا تو مجھ سے یہ بڑا جرم نہ ہوتا!

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے اسامہ! تو کیا کرے گا جب لا الہ الا اللہ تم پر حجت قائم کرے گا قیامت کے دن؟! تو گھٹنے کے بل گر جاتے ہیں سیدنا اسامہ اور روتے ہیں کہ مجھ سے اتنی بڑی غلطی ہو گئی ہے!

میرے بھائیو! دیکھیں جہاد کے میدان میں کافر سے لڑرہے ہیں کلمہ نہیں پڑھا تھا اس نے پہلے مسلمان نہیں تھا یہ مسجد میں نہیں تھا نماز نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ یہ صحابہ کا قتل کرنے کے لیے آیا ہے میدان میں اُترا ہے ہاتھ میں تلوار ہے اور قتل بھی کیے ہیں کئی صحابہ کے لیکن تلوار کو دیکھ کر اُس نے کہا لاالٰہ الا اللہ، 99% تلوار کا ڈر ہے 1% سچا کلمہ پڑھا ہے یوں سمجھ لیں آپ (چلیں جو بھی سمجھتے ہیں) ورنہ دیکھنے والے کو کیا نظر آتا ہے کہ یہ تلوار کے ڈر سے ہی کلمہ پڑھا ہے نا؟!

وہ ہمارے ذمہ نہیں ہے کہ اُس نے کلمہ کس بنیاد پر کیوں کیسے پڑھا ہے ہمارے ذمہ کیا ہے؟ کلمہ پڑھ لیا ہے نا تمہارا مسلمان بھائی ہو گیا ہے بات ختم ہے! دل تک کلمہ پہنچا ہے کہ نہیں پہنچا ہے دل کے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں ہمارے ذمہ نہیں ہیں اس لیے فرمایا: "أَفَلاَ شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ" (کیا اُس کا تو نے دل کھول کر دیکھا ہے؟!)۔ کوئی دل کھول کر دیکھ سکتا ہے کہ کلمہ اس نے کیوں پڑھا ہے؟! دل بھی کھول دیا پتہ چلتا ہے؟! کافر کا دل کھولیں اور مسلمان کا بھی دل کھولیں دل کے اندر کوئی فرق پڑتا ہے؟! تو مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ یہ تمہارا کام ہی نہیں ہے! دل کے اندر جھانکنا دل کے اندر کلمہ پہنچا ہے کہ نہیں پہنچا یہ تمہارا کام ہی نہیں ہے یہ ربّ کے سپرد ہے اُس کا معاملہ لیکن قتل تم نے کیوں کیا ہے اصل بات یہ ہے۔

سیدنا اسامہ کون ہیں عام مسلمان ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صحابی کے پیارے بیٹے ہیں۔

اور یہ کہا جاتا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفارش کے لیے کوئی کام ہوتا تا تو کس کو آگے کرتے؟ سیدنا اسامہ کو کیونکہ بہت پیار کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا اسامہ سے اور اُن کے والد منہ بولے بیٹے تھے جاہلیت میں سیدنا زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں پرورش حاصل کی تو بیٹوں کے جیسے اُن کی پرورش کی ہے اب ان کے بیٹے سیدنا اسامہ ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ہی رہے ہیں اور بہت پیار کرتے تھے اس کے باوجود بھی دیکھیں آپ کہ کہیں پر نرمی کے لفظ نظر آئے کہ چلو میرا پیارا ہے تو میں اسے معاف کر دوں؟! نہیں ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ کا دین ہے قتل کیا ہے کلمہ پڑھنے والے کو کیوں قتل کیا ہے؟! "اے اسامہ! تو کیا کرے گا جب لاالٰہ الا اللہ حجت قائم تمہارے اوپر کرے گا؟!"۔

میں یہ کہتا ہوں کہ جنہوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے مسجد میں اُن پر جب یہ کلمہ حجت قائم کرے گا تب یہ کیا کریں گے؟!

کیا عذر باقی رہا ہے اللہ کے لیے مجھے بتائیں؟! کوئی عذر باقی رہا ہے کیا عذر ہے اُن کے پاس؟! کیا منہ دکھائیں گے اپنے ربّ کو؟! ہم تو جہاد کے لیے نکلے تھے ہم نے تو اُن کو قتل کیا تھا یہ تو منافق تھے وہ تو تھے کافر مسجد میں آکر دھماکہ کر دیا ہے ربّ کو کیا منہ دکھائیں گے؟!

سیدنا اسامہ سے زیادہ بہتر ہیں یہ لوگ ان کے ایمان کا لیول کیا ہے؟!

ان کا عمل کیا ہے ان کا تقویٰ کیا ہے؟! ان کی حیثیت کیا ہے صحابی کے سامنے؟!

اب اس تناظر میں دیکھیں اس آیت کریمہ میں وعید دیکھیں اور اس حدیث کو سامنے رکھیں پھر سوچیں اور پھر سمجھیں کوشش کریں، کاش کہ یہ بات کسی کے دل میں اُتر جائے اللہ تعالیٰ سے ڈر جائیں اور اپنے اس گھناؤنے عمل سے اور اس خوفناک عمل سے توبہ کر لیں اور اپنی بخشش کروا لیں، واللہ! بہت سنگین اور خطرناک معاملہ ہے۔

یہ جان کب جسم سے نکلتی ہے کب موت کا فرشتہ آتا ہے یہ ہمیں نہیں پتہ، مہلت ملتی ہے کہ نہیں توبہ کی یہ بھی نہیں پتہ، جب روح حلق تک پہنچے گی نا یہاں پر اللہ کی قسم پھر توبہ کام نہیں آئے گی ابھی وقت ہے توبہ کرنے کا۔ ابھی کیونکہ یہ بدعقیدگی موجود ہے ایسے لوگ آج بھی موجود ہیں جو خوارج کا منہج رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جو مسلمان ہیں یہ کافروں کے ساتھ مل کر یا جو حکمران ہیں یہ کافروں کے دوست ہیں کافروں کے ساتھ ان کے تعلقات ہیں ان کے تجارتی تعلقات ہیں یہ اُن سے محبت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب کافر ہیں اور جو کافروں کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے، تو ہول سیل (Wholesale) پر ان لوگوں نے سب کی تکفیر کر دی ہے کسی کو چھوڑا نہیں ہے! اور پھر شروع کرتے ہیں پولیس والوں سے یا فوجیوں سے بیچاروں سے اُن کے گھرانوں سے اُن کی چھاؤنیوں پر جا کر اٹیک کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ پروٹیکٹ (Protect) کرتے ہیں کافروں کو اس لیے یہ بھی کافر ہیں! (إنا لله وإنا إليه راجعون)۔ یہ کیا عقیدہ ہے اور کیا منہج ہے اور یہ لوگ کس طرف جا رہے ہیں؟!

تو اللہ تعالیٰ سے ڈریں یہ خوفناک منہج ہے! یہی قرآن مجید کی آیات یہی سورتیں یہ بھی پڑھتے ہیں یہی قرآن جو میں پڑھ رہا ہوں جو آپ کے سامنے ہے یہ لوگ پڑھتے ہیں اُٹھا لیں تفاسیر قرآن مجید کی دیکھ لیں ابن کثیر، ابن جریر الطبری اور دیگر تفسیر سعدی وغیرہ دیکھیں کیا لکھا ہے اس میں۔

متفق علیہ حدیث میں دیکھیں سیدنا اسامہ بن زید کے قصے کو سرچ کر کے دیکھ لیں اس قصے میں کیا ہے اور کیا تفاصیل ہیں کس طریقے سے علماء نے توجیہات دی ہیں بلکہ صحیح بخاری کا ایک اور قصہ بتاؤں میں آپ کو سیدنا خالد بن ولید کو دیکھیں آپ بنی جزیمہ ایک قوم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا خالد بن ولید کو بھیجا ہے کہ دین کی دعوت دیں وہ مسلمان ہو گئے لیکن ان لوگوں کی زبان اور تھی، (دیکھیں ایکسنٹ (Accent) کی تبدیلی میں کیا ہوتا ہے) ایکسنٹ (Accent) کچھ اور تھا ان کا تو یہ نہیں کہا "أَسْلَمْنَا" انہوں نے کہا "صَبَأْنَا" (لفظ صَبَأْنَا)، اب قریش کے نزدیک جو مکہ میں عربی بولی جاتی ہے "صَبَأْنَا" کفر کا راستہ، باپ دادا کے دین پر ہیں، اور اُن کی زبان میں ہے کہ ہم نے دین حق کو اپنا لیا ہے۔

اب اسلام نہیں کہا اسلام کا لفظ "صَبَأْنَا" تو سیدنا خالد نے قتل کرنا شروع کر دیا قتل کر دیا، پتہ نہیں تھا اب لفظ جو تھا لفظ کی وجہ سے ان کو سمجھ نہیں آئی کیونکہ قریش کی زبان میں "صَبَأْنَا" سے مراد باپ دادا کے دین پر کفر پر شرک پر، اور "صَبَأْنَا" اُن کی زبان میں دین حق کو اختیار کرنا ہے، تو قتل کر دیا! خبر ملی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ! میں خالد کے اس فعل سے بَری ہوں "اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ": صحیح بخاری کی روایت ہے کہ بَری ہوں میں؛ اور ان کی جو ورثاء تھے ان کا جو خون بہا ہے وہ دے دیا ہے دیت دے دی ہے سب جتنے بھی تھے۔

اب یہاں پر دیکھیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتہ ہے کہ کتنے خوفناک الفاظ ہیں خطرناک الفاظ ہیں یہ کہ خالد کے اس فعل سے میں بَری ہوں؛ کیوں؟ کیونکہ قتل ہوا ہے جبکہ غلطی سے ہوا ہے جان بوجھ کر نہیں ہے۔

سیدنا خالد نے جان بوجھ کر قتل نہیں کیا ہے بلکہ کیونکہ مشرک ہیں دعوت دی ہے نہیں انہوں نے قبول کیا ہے جزیہ بھی نہیں دینا چاہتے تو آگے پھر کیا ہے تلوار ہی ہے نا تو اپنے طریقے سے وہ ٹھیک تھے لیکن کیونکہ لفظ کی سمجھ نہیں آئی اور "صَبَأْنَا" کا لفظ جو ہے وہ ہے ہی نہیں اُن کی زبان بلکہ اور معنی نکلتا ہے تو خطاء سے غلطی سے قتل ہو گیا۔ تو قتل خطاء ہو گیا ہے جان بوجھ کر نہیں اس کے باوجود بھی دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے دیت بھی دی ہے اور پھر یہ معاملہ اس طریقے سے تو اس کی اجازت بھی نہیں ہے اس کی بھی دیکھیں سخت وعید ہے! (سبحان اللہ)۔ تو جو قتل عام کرتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟! اس لیے اللہ کے لیے خصوصی طور پر میری نصیحت ان بھائیوں کے لیے ہے جو دین پر عمل کرنا چاہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے آپ کو بڑا دیندار کہتے ہیں جو منہج خوارج میں ڈوبے ہیں (نعوذ باللہ) دین کو سمجھنا ہے نا تو صحیح راستہ سمجھنے کا اختیار کریں اور ایک ہی راستہ ہے وہ کیا ہے؟

منہج السلف کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین نے قرآن اور سنت کو کیسے سمجھا ہے ویسے سمجھنا ہے واللہ! یہی سلامتی کا راستہ ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

فلاں عالم ہے فلاں بزرگ ہے فلاں نے کہا ہے اس کی اتباع کرنی ہے اس کو چھوڑنا ہے اس کو رکھنا ہے یہ قیامت کے دن کوئی کام نہیں آئے گا تمہارے کوئی عذر نہیں ہے۔ صحابہ کا سلف کا اجماع حجت ہے، انفرادی طور پر کسی صحابی کے کسی کے قول کو آپ لینا چاہتے ہیں وہ الگ بات ہے فروعی مسائل میں لیکن جو عقیدے کے مسائل ہیں اور عقیدے کے مسائل میں اور خوارج کے منہج کے تعلق سے اُن کے خلاف بات کرنا ان کو بدعتی قرار دینا اس میں سلف کا اجماع ہے کیونکہ یہ گروہ جو ہے سیدنا علی کے زمانے سے یا سیدنا عثمان کے زمانے سے موجود تھا اور سیدنا علی نے ان کے خلاف تلوار بھی اٹھائی ہے اور جتنی بھی احادیث ہیں خوارج کے تعلق سے سب جو ہیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں، یہ ساری احادیث جو ہیں یہ انہی پر لاگو ہوتی ہیں جو یہ منہج رکھتے ہیں خوارج کا۔ لوگ مر جاتے ہیں لیکن فکر سوچ بدعقیدگی باقی رہ جاتی ہے! (نعوذ باللہ)۔ تو مسلمان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے دیکھنا چاہیے کہ وہ کس راستے پر ہے، اگر تو سلفی منہج ہے سلف کے راستے پر ہے تو الحمد للہ خیر وعافیت ہے اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی کی دعا کریں اور اگر کوئی اور راستہ ہے خوارج کا ہے یا کسی اہل بدعت کا کوئی اور ہے تو ابھی وقت ہے توبہ کرنے کا اپنا محاسبہ کرتے ہوئے حق کی طرف رجوع کریں اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں واللہ! اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا بھی ہے اس کی توفیق بھی دیتا ہے بلکہ جو پچھلے گناہ تھے اللہ تعالیٰ ان کو مٹا بھی دیتا ہے اور ان گناہوں کو نیکیوں میں بدل بھی دیتا ہے جب یہ توبہ سچے دل سے سچی توبہ یہ بندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے گا۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگلے درس میں ان شاء اللہ ہجرت کے تعلق سے بلکہ اسی قتل کے تعلق سے وقت نہیں ہے کہ میں آگے بیان کروں کہ یہ جو قصہ میں نے بیان کیا ہے وہ اگلی آیت میں بھی ان شاء اللہ میں بیان کروں گا اگلے درس میں بہت اہم موضوع ہے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 19-004: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات: 92-93) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیری غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio